ایک خط اور پندرہ سال

افسانہ رخشندہ کوکب

ابراہیم گنگناتا ہوا گاڑی سے اترا

’’دنیا کسی کے پیار میں جنت سے کم نہیں   اک دلربا ہے دل میں جو حوروں سے کم نہیں‘

برآمدے سے میل اٹھائی اور کمرے میں آ گیا۔۔۔آج وہ وقت سے دو گھنٹے پہلے گھر آیا تھا اس لیے اتنا خوش ہو رہا تھا کہ بیوی بچوں کے ساتھ وہ یہ دو گھنٹے گزارے گا وہ بیڈ پر لیٹ گیا اور ڈاک دیکھنے لگا ۔۔۔چند ایک سرکاری خط تھے جو اسے پہلے ہی آفس میں مل چکے تھے۔۔۔احتیاط کمپنی والوں نے گھر کے ایڈریس پر بھی بجھوا دیئے تھے پھر ا یک خط جھرنا کے نام کا دیکھ کر حیران ہو گیا کیونکہ آج کل خط لکھنے کا رواج کہاں تھا۔۔۔فون پر بات ہو جاتی تھی۔بہت ہوا تو ای میل کہیں سے آ گئی۔۔۔ سکائپ یا فیس بک پر ویب کیمرے کے ذریعے دنیا بھر میں پھیلے رشتے داروں سے بات بھی کریں اور شکل بھی دیکھ لیں۔۔۔ آج کل، کہاں کی دوریاں اور کہاں کے فاصلے۔۔۔اس لیے جھرنا کے نام کا خط دیکھ کر حیران ہو رہا تھا۔۔۔

جھرنا کو کون خط لکھ سکتا ہے۔۔۔پچھلے پندرہ سال سے تو کسی نے خط نہیں لکھا پھر یہ خط لکھنے والا کون ہو سکتا ہے۔۔۔جھرنا اس وقت اپنی کسی دوست کے گھر گئی ہوئی تھی ورنہ اس کے سامنے خط کھول لیتا۔۔۔ اب وہ گھر پر موجود نہیں تھی تو خط کھولنا اسے غیر اخلاقی سا لگ رہا تھا۔۔۔سیل فون پر جھرنا نے بتایا تھا کہ وہ نومی کی طرف جا رہی ہے، بچوں کے سکول سے آنے تک گھر واپس آ جائے گی، اس نے خط کھولنا چاہا تو اس کے ضمیر نے اسے روکا۔۔۔جھرنا چاہے اس کی بیوی ہی سہی مگر اسے خط کھولنے کا اختیار نہیں ہے۔۔۔انتظار اس سے ہو نہیں رہا تھا۔۔۔وہ خط کو آگے پیچھے سے دیکھتا رہا۔۔۔کمرے میں ٹہلنے لگا۔۔۔پھر خود کو مصروف کرنے کے لیے کپڑے تبدیل کرنے لگا۔۔۔دوبارہ بیڈ پر لیٹا تو چند ایک کروٹیں بدلنے کے بعد وہ ضمیر کی آواز دبانے میں کامیاب ہو گیا اور اس نے لفافہ کھول لیا۔۔۔

’’ہیلو جھرنا کیسی ہو۔۔۔اب یہ نہ کہنا ہے کہ میں کسی سمیر ثاقب کو نہیں جانتی اور میں نے تمہارا ایڈریس کہاں سے لیا ہے۔۔۔بس مل گیا ہے، میرا ’’ایس ایس‘‘ نام تو تم نے ہی رکھا تھا اور کلاس میں ہر لڑکا اور لڑکی نے مجھے ’’ایس ایس‘‘ ہی کہتا تھا۔سمیر ثاقب کہنا بھول گئے تھے میں چند دنوں میں تم سے ملنے آ رہا ہوں۔۔۔۔۔ ایس ایس

خط انگلش میں تھا خوبصورت رائٹنگ میں چند جملے لکھے تھے مگر۔۔۔ابراہیم کہاں سے کہاں پہنچ گیا۔۔۔

پندرہ سال پہلے اس کی شادی جھرنا سے ہوئی تھی۔۔۔جھرنا یونیورسٹی میں فائن آرٹس فائنل ایر

میں تھی، جب وہ لندن سے ایم ایس کر کے پاکستان پہنچا تھا فوری طور پر اسے بینک میں اچھی جاب مل گئی تو والدین نے اس کی شادی کا سلسلہ شروع کر دیا۔ پہلا پروپوزل اس کی کزن کا تھا

''ماما مجھے رشتے داروں میں شادی نہیں کرنی'' ابراہیم نے صاف صاف بتا دیا۔

'خاندان سے باہر بھی ایک رشتہ ہے اگر تم کہو تو بات چلائیں'

'لیکن ماں ایسی بھی جلدی کیا ہے ابھی تو پڑھائی سے فارغ ہوا ہوں'

'بات جلدی کی نہیں ہے۔۔۔زندگی میں پڑھائی، شادی اور بچے وقت پر ہو جائیں تو زندگی پرسکون ہو جاتی ہے'

'ماں اگر کوئی تنگ کرنے والی لڑکی آ گئی تو آپ کی زندگی بھی برباد اور میری بھی'

''ایک لڑکی ہے۔ یونیورسٹی میں فائن آرٹس کے فائنل ایئر میں ہے نام اس کا جھرنا ہے۔۔۔خوبصورت، ٹال اور ہنس مکھ سی''

''نام کیا بتایا'' اس نے چونک کر پوچھا

''جھرنا۔'' اس نے نام لیا تو اسے ایسا لگا کہ جیسے نام لینے سے جلترنگ سا بجا ہو

''ٹھیک ہے۔۔۔'' ابراہیم کو نام مختلف اور کانوں میں اترتا محسوس ہوا۔

'کیا ٹھیک ہے۔۔۔ابھی تو میں نے بھی اسے نہیں دیکھا۔۔۔میں نے سوچا تھا کہ 'فروا' دیکھی بھالی لڑکی ہے۔ شکل وصورت بھی بہت اچھی ہے تمھیں پسند آ جائے گی مگر تم نے تو فوراً انکار کر دیا'

'میں نے اپنے خاندان کی بیماریاں آگے شفٹ نہیں کرنی'

'تمہاری مرضی۔۔۔زبردستی نہیں کروں گی۔۔۔یہ اس کی تصویر ہے دیکھ لو اگر پسند جائے تو دیکھنے چلی جاؤں گی' ماں تصویر اس کے بیڈ پر رکھ کر باہر نکل گئی۔

ابراہیم نے تصویر پر نظر ڈالی تو تصویر میں کھو گیا۔۔۔چند ماہ بعد اس کی شادی ہو گئی۔

جھرنا میں وہ سب کچھ تھا جس کا تصور ایک مرد کر سکتا ہے۔۔۔بوٹا سا قد۔۔۔کھلتا رنگ۔۔۔کمر سے نیچے جھولتے بال۔۔۔گھنی سیاہ آئی بروز اور لمبی آنکھیں۔۔۔ہر وقت خوش رہنے والی۔۔۔بات بات پر قہقے لگانے والی لڑکی۔۔۔سر سے پاؤں تک یہ لڑکی اس کے دل میں کھب گئی۔۔۔جھرنا کی زندگی میں کوئی مسئلہ، مسئلہ نہیں تھا۔۔۔وہ ہنس کھیل کر وقت گزارنے والی تھی۔۔۔ابراہیم کو لگا جیسے وہ پھولوں کے گھیرے میں آ گیا ہے۔۔۔والدین بھی خوش، بہنیں اپنے گھروں میں تھیں۔۔۔ان کے ساتھ بھی جھرنا کے مثالی تعلقات۔۔۔جھرنا کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ دوسرا اس کے ساتھ کیسا رویّہ رکھتا ہے۔۔۔

اس کے زندگی کے بارے میں اپنے اصول اور قائدے تھے۔۔۔،وہ سب کے ساتھ خوش رہتی تھی۔۔۔

آہستہ آہستہ ابراہیم جھرنا کا اسقدر عادی ہوگیا کہ وہ صرف آفس کا وقت اس کے بغیر گزارتا۔۔باقی سولہ گھنٹے اس کے ساتھ ہوتا۔۔۔وہ تو جب اپنے والدین کے گھر جاتی تو ابراہیم کے لئے وقت گزارنا مشکل ہوجاتا۔۔۔کیسی پرکشش اس کی شخصیت تھی،اس کی خواہش تھی کہ اس کے دونوں بچے جھرنا جیسی عادت اورطبیعت کے مالک ہوں۔۔۔کولیگز جب کہتے ہیں کہ آج کل ہم آزاد ہیں کیونکہ بیوی میکے گئی ہوئی ہے یا پھر بیوی کے سامنے ٹیلی فون پر اپنی ''فی میل کولیگ'' سے بات چیت کرتے ہوئے ہچکچاتے تو اسے بڑی حیرت ہوتی ہے۔۔۔وہ سوچتا کہ بیوی تو رم جھم کی طرح ہوتی ہے۔۔۔ہلکی ہلکی پھوار جیسے برستی ہے،کبھی برسات جیسی بن بادل برستی چلی جاتی ہے

اسے پندرہ سال گزرنے کے کا پتہ ہی نہیں چلا تھا۔۔۔وہ جھرنا کے بغیر جینے اوراس کے بغیر رہنے کا تصور بھی نہیں کرسکتا تھا۔۔۔اسے جھرنا کی آواز گیٹ سے اندرداخل ہوتے ہی برآمدے کےقریب نہ سنائی دیتی تو سب سے پہلے نظر آنے والے سے صرف جھرنا کا ہی پوچھتا۔۔۔وہ گھر کے کسی کمرے یا کچن سے مسکراتی ہوئی نکل آتی تو اس کی جان میں جان آتی۔۔۔منہ ہاتھ دھوکرواش روم سے باہر نکلتا تو سامنے چائے پکڑے کھڑی ہوتی اور پھر صوفے پر پاؤں رکھ کر مزے سے بیٹھ جاتی۔۔۔تمام دن کی کاروائی ایسے سناتی جیسے اس کے اندر فیڈ کیا گیا ہو۔۔۔اسے کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔۔۔کوئی اس کی بات سن رہا ہے یانہیں،اس کی بات پرہنس رہا ہے یانہیں۔۔۔اس نے جس بات پر ہنسنا ہےاس نے ہنسنا ہی ہے۔اس کی یہ بے نیازی اور ہنسنے کا یہ اندازا اسے اتنا اچھا لگتا تھا کہ جس دن وہ دن بھرکی کاروائی نہ سناتی وہ ضرور مس کرتا کہ آج کسی چیز کی کمی رہ گئی ہے

اس کی زندگی تو مکمل تھی۔۔۔یہ درمیان میں ''ایس ایس'' کہاں سے آگیا ہے

ابھی وہ کچھ اور سوچتا۔۔۔اس نے جھرنا کی آواز سنی،بچے بھی ساتھ آرہے تھےاس نے فوراخط پھاڑ دیا اور بیڈ پر دراز ہوگیا

جھرنا سیدھی کمرے میں آئی۔۔۔سامنے ابراہیم کو لیٹے دیکھ کرتھوڑی سی حیران ہوئی

''آپ۔۔۔آپ کب آئے۔۔۔جلدی آگئے ہیں۔۔۔خیریت ہے۔۔۔طبیعت ٹھیک ہے'' جھرنا نے اسے سامنے دیکھ کر پوچھا۔۔

''بس دل چاہ رہا تھا کہ جلدی گھر آجاؤں۔۔۔تو آگیا،طبیعت میری بالکل ٹھیک ہے کہیں باہر گھومنے چلیں۔۔۔''

’’ہاں ہاں کیوں نہیں ۔۔۔بچوں سے پوچھ لیتے ہیں، ہوم ورک تو نہیں ہے‘ جھرنا نے مسکراتے ہوئے کہا

ابراہیم اسے گہری نظروں سے دیکھنے لگا۔۔۔وہ دو بچوں کی ماں لگتی ہی نہیں تھی ۔۔۔ پندرہ سال اور دو بچے۔۔۔اس کی خوبصورتی میں کوئی فرق نہیں آیا۔۔۔اس کا ہنسنا مسکرانا۔۔خوش رہنا ہی اسے جوان رکھے ہوا تھا وہ نہ کسی کی برائی کرتی نہ برائی سنتی ۔۔۔وہ اپنے بارے میں بتاتی کہ آج کا دن کیسا گزرا۔۔۔اس نے کس کس سے بات کی ۔۔۔وہ بس اس کے بولنے سے محظوظ ہو رہا ہوتا

اگر اسکی زندگی میں کوئی اور ہوتا۔۔۔یا اسے کوئی اور پسند ہوتا تو۔۔۔کبھی نہ کبھی تو ظاہر ہو جاتا۔۔۔اس کے ساتھ رابطہ ہوتا، فون ہوتا، خط لکھا جاتا، اچانک جھرنا کا پریشان ہونا۔۔۔کنفیوز ہونا۔۔۔اس کی کسی حرکت سے کبھی ظاہر نہیں ہوا کہ اسے کوئی اور پسند ہو سکتا ہے۔۔۔یہ کون ہے اس کے ذہن میں طوفان اٹھ رہے تھے۔۔۔آندھیاں چل رہی تھیں مگر اس نے سب کچھ چھپا لیا۔۔۔جھرنا اور بچوں کے ساتھ کھانا کھانے چلا گیا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سب کھانا کھا رہے تھے۔وہ روز رات آٹھ بجے کھانا کھاتے ۔۔۔ساڑھے نو بجے تک وہ بچوں کے ساتھ گپ شپ کرتے اور پھر بچے سونے چلے جاتے ۔۔۔پھر دونوں سبز الائچی لونگ اور دار چینی والی گرین ٹی پیتے ۔۔۔ساڑھے دس بجے تک کوئی انگلش فلم دیکھتے اور انجوائے کرتے ۔۔۔ابراہیم کو چوبیس گھنٹوں میں یہی وقت سب سے خوبصورت لگتا۔۔۔جب وہ دونوں اکٹھے بیٹھے کبھی ٹی وی پر اور کبھی یوٹیوب پر مووی دیکھتے اور انجوائے کرتے ۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کال بل بجی تو ابراہیم اتنی بڑی طرح چونکا کہ جھرنا نوٹس کئے بغیر نہ رہ سکی۔۔۔بڑا بچہ باہر گیا

’’کون آیا ہے۔۔۔آپ تو ایسے چونکے ہیں ۔۔۔جیسے کسی نے آنا تھا۔۔۔یا کسی کا انتظار تھا۔۔۔‘‘ جھرنا نے اطمینان سے کھانا کھاتے ہوئے پوچھا

’’نہیں ۔۔۔نہیں ۔۔۔ایسی کوئی بات نہیں ہے، میں سوچ رہا تھا کہ اس وقت رات کے آٹھ بجے کون ہو سکتا ہے۔۔۔‘‘

’’آٹھ بجے ہیں ۔۔۔کوئی زیادہ ٹائم تو نہیں ہے۔۔۔کوئی بھی ہو سکتا ہے اس میں گھبرانے کی کیا بات ہے۔۔۔‘‘ جھرنا نے کہا۔۔۔

بچے نے آ کر اطلاع دی ’’کوئی انکل ہیں اپنا نام ’’ ایس ایس‘‘ بتا رہے ہیں۔

''ایس ایس۔۔۔'' جھرنا نے منہ میں الفاظ دہرائے

''آفٹر آل وہ یہاں پہنچ گیا ہے'' ابراہیم نے کہا۔۔

''کون پہنچ گیا ہے، کسی نے آنا تھا، کون ہے ''ایس ایس'' جھرنا نے پوچھا

''وہی ہوا جس کا مجھے خطرہ تھا''

''کیسی باتیں کرر ہے ہیں آپ۔۔۔یہ کون ہے۔۔۔ایس ایس۔۔۔'' جھرنا نے ذرا اونچی آواز میں کہا

''بیٹے انکل کو اندر لے آؤ۔۔۔'' ابراہیم نے ذرا سنبھل کر کہا۔۔۔

''یہاں۔۔۔یہاں ہم کھانا کھا رہے ہیں۔۔۔اسے ڈرائینگ روم میں بٹھاؤ۔۔'' جھرنا مسلسل حیران ہو رہی تھی۔۔۔

''تمھارا کلاس فیلو ہے۔۔۔''

''میرا کلاس فیلو۔۔مجھے یاد نہیں آرہا ہے اور پچھلے پندرہ سال سے میرا کسی کلاس فیلو سے رابطہ نہیں ہے۔پھر میرا کلاس فیلو یہاں کیسے پہنچ گیا ہے''

''بتاتا ہوں۔۔۔بیٹے آپ انھیں یہیں لے آئیے''۔۔۔ابراہیم نے اپنے بیٹے سے کہا

وہ اسے اندر لے آیا۔۔۔سمیر ثاقب اندر آ گیا۔۔۔ابراہیم اس سمارٹ اونچے لمبے خوبصورت سے سمیر ثاقب کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔۔۔کیونکہ وہ یونیورسٹی کا سٹوڈنٹ لگ رہا تھا۔۔۔یہ تو جھرنا کا کلاس فیلو نہیں ہوسکتا۔۔۔ ضرور کوئی اور بات ہے۔۔۔ اس کا پورا وجود کھل کر بتا رہا تھا کہ وہ ہنس مکھ، خوش مزاج اور زندگی سے بھرپور انسان ہے

''ارے۔۔۔سمیر ثاقب تم۔۔۔تم کہاں سے آ گئے ہو۔۔کب پاکستان آئے ہو۔۔یہاں کیسے پہنچے۔۔۔''

'سب سے پہلے تو اسلام علیکم۔۔۔اپنا تعارف تو کرا دوں، میرا نام سمیر ثاقب ہے۔۔آپ کی ماما اور آپ کی اہلیہ جھرنا کا کلاس فیلو رہا ہوں۔۔۔آپ کی ماما نے میرا نام ''ایس ایس'' رکھا تھا۔۔پوری کلاس مجھے ''ایس ایس'' کہتی تھی۔ایس ایس نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا

بچے اور جھرنا ہنسنے لگے اور اسے دیکھنے لگے۔

'تمہاری detail میں بات کرنے کی عادت نہیں گئی۔۔۔خیر ابراہیم یہ میرا کلاس فیلو ہے مگر کافی ینگ لگ رہا ہے۔۔۔یہ راز ہم بعد میں پوچھیں گے۔۔'

ایس ایس نے آگے بڑھ کر ابراہیم سے ہاتھ ملایا۔۔۔مگر ابراہیم کہیں اور ہی پہنچا ہوا تھا

’’کیوں یہاں آیا ہے‘۔۔۔بس یہی وہ سوچ رہا تھا۔

’’بتایا نہیں۔۔۔کب پاکستان آئے ہو۔۔۔‘‘

’’پہلے یہ پوچھو پاکستان سے کیوں گیا تھا۔۔۔‘‘

’’ہاں بتاؤ کیوں گئے تھے‘‘ جھرنا ہنستی جارہی تھی

’’۔۔۔پہلے کھانا نہ کھالیں۔۔۔‘‘

’’ہاں ہاں شروع کرو۔۔‘‘

’’پہلے ہاتھ نہ دھولوں۔۔باہر رہ کر ہائی جینک رہنے کی ذرا عادت سی ہو جاتی ہے۔۔‘‘

’کیا پاکستان میں ہم ہاتھ دھو بغیر کھانا کھا لیتے ہیں‘ جھرنا نے کہا

’تم ابھی بھی پاکستان کے لیے جذباتی ہو۔۔۔تم پاکستان کے خلاف کچھ سن نہیں سکتی تھی۔۔۔چاہے سچ ہی کیوں نہ ہوتا‘

’پاکستان دنیا کا سب سے اچھا ملک ہے۔۔۔بس چند ایک لوگوں کے ہاتھوں بدنام ہے‘

’میں نے ہاتھ دھونے ہیں‘

’’پہلے یہ کرلیں۔۔۔پہلے وہ کرلیں۔۔۔ارے بابا۔۔۔جو کچھ کرنا ہے۔۔۔کرو۔ہم کھانا کھا رہے ہیں۔۔۔تکلفات سے فارغ ہو کر شامل ہو جاؤ‘‘ جھرنا نے ہنستے ہوئے کہا۔۔۔

’’بیٹے ذرا باتھ روم تو دکھاؤ۔۔۔چند دنوں میں گھر کا تمام نقشہ از بر ہو جائے گا‘‘۔سمیر نے دبی مسکراہٹ سے کہا تو ابراہیم نے گھبرا کر جھرنا کی طرف دیکھا۔وہ بڑے اطمینان سے فورک سے فش کاٹ رہی تھی۔۔۔

’ہمارے گھر میں اتنی گنجائش نہیں ہے کہ کسی اجنبی کو رہنے کی اجازت دے دیں‘‘ جھرنا ہنستے ہوئے کہا

’’ٹھیک کہا کہ اجنبی کو کون گھر میں رہنے کی اجازت دیتا ہے‘‘ سمیر نے مڑ کر کہا

’’تم کون سے ہمارے رشتے دار ہو۔ ‘‘

’’کلاس فیلو اور کولیگ سے بڑھ کر کوئی اور رشتے دار نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ دو تعلق ایسے ہیں جن کے ساتھ دن کا زیادہ وقت گزر جاتا ہے‘‘ سمیر کہاں چپ رہنے والا تھا

’’اچھا۔۔۔اچھا۔۔۔جاؤ ہاتھ دھو کر آؤ۔۔‘‘ جھرنا ہنس پڑی

ہاتھ دھونے کے بعد وہ کھانے میں شریک ہو گیا۔

’’جھرنا تم نے شادی کرنے میں جلدی نہیں کی‘‘

’’اب تمہاری طرح عمر چور تو ہوں نہیں، تم پینتیس سال کے ہو کر بھی پچیس کے لگتے ہو‘‘

’’تم بھول رہی ہو کہ میں کلاس میں سب سے کم عمر تھا اس لحاظ سے چونتیس سال کا ہوں‘‘

’میں نے پہلے بتایا ہے کہ تم اتنے فٹ ہو کہ چوبیس پچیس سال بھی بتاؤ تو سچ ہی لگے گا‘‘

’’کھانے میں کیا بنا ہے‘‘

’’کافی کچھ ہے۔فش اور دال کے ساتھ چاول اور ساتھ تندور کی روٹیاں، رائتہ، سلاد اور مینگو کسٹرڈ بھی موجود ہے‘‘

’’اتنے کھانے۔۔۔کہ بوفے کا مینیو بتا دیا ہے‘‘

’’اور بھی بہت کچھ ہے آپ کیا کھانا پسند کریں گے‘‘جھرنا ہنستی جارہی تھی

’’آپ کے میاں بہت کفایت شعار لگتے ہیں‘‘

’’کس شعبے میں‘‘

’’بولنے۔۔۔بات چیت کے شعبے میں‘‘سمیر نے ابراہیم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

جانے ابراہیم کو کیوں اس کی فرینک نس چبھ رہی تھی۔

’’ابراہیم بتایئے۔آپ بولنے میں کنجوس نہیں ہیں‘‘

’’نہیں انکل۔۔۔ہمارے پاپا کم بولتے ہیں، کم ہنستے ہیں، کم کھیلتے ہیں‘ بڑے بیٹے نے کہا

’’ایسے ہی کہہ رہا ہے۔۔۔‘‘جھرنا نے فورا کہا

’’بچے سچ بولتے ہیں‘‘۔سمیر نے کہا

’’جھوٹ بولنے والے ڈرپوک ہوتے ہیں۔چھوٹے نے بتایا

’’کمال کے بولڈ بچے ہیں‘‘سمیر نے کہا

’کھلے ماحول میں پرورش ہو رہی ہے۔کیسے بولڈ نہ ہوں گے‘

’’تمہاری ارینج میرج لگتی ہے‘‘

’’پاکستان میں آج بھی ارینج میرج کو پسند کیا جاتا ہے‘‘جھرنا نے اطلاع دی

’’مگر تم تو ہماری کلاس کی بہت بولڈ اور سب سے فیورٹ سٹوڈنٹ تھی۔یاد ہے تمہیں۔۔۔جب تم نے ڈبیٹ میں حصہ لیا تھا

پوری کلاس نے تمہیں پوائنٹس لکھ کر دیئے اور تم کلاس روم میں چل چل کے یاد کیا کرتی تھی پھر تمہیں ایکشن سکھائے گئے۔
۔۔کتنی محنت کی تھی تم پر۔۔۔مگر تم سٹیج پر جا کر سب بھول گئی تھی پھر تمہارے منہ میں جو آیا بولتی چلی گئی۔۔۔کہاں کے ایکشنز اور کہاں کی ایکٹنگ۔۔۔سب دھری کی دھری رہ گئی' جھرنا یاد کر کے ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو رہی تھی۔

'سب سے آک ورڈ بات یہ تھی کہ تم نے یاد کی ہوئی کسی بات، کسی پوائینٹ پر نہیں بولا۔۔۔صرف اپنے دماغ سے تقریر کی لیکن حیرت کی بات یہ تھی کہ تمام ہال جو بھرا ہوا تھا کیسے اطمینان اور غور سے تمہاری تقریر سن رہا تھا اور ہم بیس کے بیس لڑکے لڑکیاں بہانے بہانے سے اسٹیج کے سامنے سے گزرتے اور پوائنٹس دیکھا کر چلے جاتے۔۔۔اف کتنا مشکل دن تھا' ایس ایس نے یاد کراتے ہوئے کہا

''میں نے خود سے تقریر کی تھی مگر کپ بھی تو جیت کر لائی تھی''

''وہ تو تمہیں خصوصی انعام ملا تھا۔۔۔فرسٹ تو کوئی اور آیا تھا۔۔۔ہم سب کا خیال تھا کہ جو ڈیبیٹ ہم سب نے مل کر تیار کی تھی جس کی تمہاری مکمل تیاری بھی تھی اگر اس کے مطابق تم تقریر کرتی تو تمھیں اول انعام ملتا'' ایس ایس نے کھوئے انداز میں کہا۔

''ویسے تم آئے کیسے ہو''

ٹیکسی پر آیا ہوں''

''اوہو۔۔۔میں پوچھ رہی ہوں۔۔۔میری طرف آنا کیسے ہوا''

''تم مجھے ہمیشہ سے یاد رہی ہو'' ایس ایس نے بے اختیار کہا۔۔۔

مگر اسے فورا احساس ہو گیا کہ وہ کچھ غلط کہہ گیا ہے۔۔۔اس کا شوہر کیا سمجھے۔

''میرا مطلب ہے پوری کلاس یاد آ رہی تھی۔۔۔لندن سے پاکستان آتے ہوئے میں نے فیصلہ کیا تھا کہ۔۔۔کہ کلاس کے ہر لڑکے لڑکی سے ملوں گا''

''میرا پتہ کیسے ملا؟''

''کامران نے بتایا ہے''

''کامران۔۔۔وہ تمہیں کہاں ملا؟''

''اس کے ساتھ تو میرے پہلے دن سے ہی رابطہ ہے۔ تمہارا فرسٹ کزن ہے نا۔۔۔بڑا ترقی کر گیا ہے، اپنی کمپنی کا منیجر

ہے۔۔لاکھوں میں تنخواہ لے رہا ہے''

''ہاں اس کی بیوی چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ ہے۔وہ پانچ چھ لاکھ بناتی ہے۔۔۔اسکا اسلام آباد میں بہت بڑا آفس ہے۔'' جھرنا نے برتن سمیٹتے ہوئے کہا

۔۔۔ابراہیم بھی اٹھ گئے۔۔

''ارے آپ کہاں چلے۔۔'' جھرنا نے پوچھا۔۔۔

''آپ دونوں گپ شپ کریں میں درمیان میں اجنبی سا لگ رہا ہوں'' ابراہیم نے جل کر کہا۔۔

''کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ۔۔۔آپ سے ابھی مکمل تعارف ہونا ہے۔۔۔آپ کی جھرنا سے کیسے ملاقات ہوئی''

''ملاقات کہاں ہوئی تھی۔۔۔والدین نے شادی کی ہے ورنہ مجھ سے بہتر لڑکی ان کو ملتی'' جھرنا نے ہنس کر کہا۔

''یہ تو میں نے نہیں کہا''

''ویسے۔۔۔یہ تو میں نے پوچھا بھی نہیں'' ایس ایس بھی ہنس پڑا۔

پھر دونوں نے قہقہہ لگایا۔ابراہم بالکل لاتعلق سے لگ رہے تھے۔اسے بہت برا تو لگ رہا تھا مگر وہ جھرنا کے سامنے روایتی مرد بننا نہیں چاہ رہے تھے۔

''میں ذرا لان میں جا کر سگریٹ پینا چاہ رہا ہوں''

''چلو میں بھی ساتھ چلتا ہوں۔مجھے بھی سگار پینا ہے'' سمیر بھی کرسی سے اٹھ گیا۔

''ارے ایس ایس کب سے سگار کا شوق فرمانے لگے ہو۔۔تم تو سگریٹ کے خلاف بہت لیکچر دیا کرتے تھے۔۔''

ابراہیم سوچ کر رہ گیا کہ اس نے کبھی مجھ سے نہیں پوچھا کہ کب سے سگریٹ پی رہے ہو اور نہ کبھی اس نے چھوڑنے کے لئے اصرار کیا۔

''یار سگریٹ تو کبھی نہیں پیا۔۔۔سگار پینے کی عادت کچھ سال پہلے پڑی، جب میرا ایک کولیگ جس کا تعلق کیوبا سے تھا وہ جب بھی اپنے ملک جاتا بہت سارے سگار کے کارٹن لے آتا اور تمام کولیگز کو دیتا اور خود سلگا کر پورے کمرے میں خوشبو پھیلا دیتا۔۔۔بس کیوبن سگار کی خوشبو مجھے پاگل کر دیتی۔پھر آہستہ آہستہ عادت پڑ گئی''

سمیر نے بڑے انداز سے سگار جیب سے نکالا اور سلگا کر پینے لگا۔اس کا کھڑے ہونے کا انداز، ہاتھ میں سلگا سگار۔۔۔جانے کیا اٹریکشن تھی۔۔۔اس کے ایک ایک انداز میں۔۔۔وہ بنا بنایا ایک ماڈل تھا۔۔۔اس کا بات کرنے کا انداز اور

مسکراہٹ سے لے کر قہقہہ لگانا۔۔۔ یہ سب کچھ دوسرے کو متاثر کرنے کے قابل تھا۔۔۔مگر جھرنا بے نیازی سے برتن سمیٹ رہی تھی۔ساتھ اسکے دونوں بچے اس کا ہاتھ بٹا رہے تھے۔

''سگریٹ ہو یا سگار ہو یا پائپ ہو۔۔۔ہے تو غلط بات'' جھرنا نے اسے گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا

'' کچھ باتیں یا کچھ حرکتیں عمر کے مختلف حصوں میں اچھی اور بری لگتی ہیں۔اب تو عمر کا ایک حصہ گزر چکا ہے۔۔۔بالوں میں سفیدی آنے کیلیئے بے چین ہے''

''رہنے دو۔۔۔تمہارے اوپر بڑھاپا۔۔۔اگلے بیس سال تک نہیں آئے گا۔۔۔'

'تم کیسے کہہ سکتی ہو'

'اثرات بھی ہوتے ہیں۔۔۔ابھی تو بڑھاپا آنے کے امکانات بھی نہیں ہیں۔۔۔ویسے تمہاری فٹ نس اور فریشنس کا کیا راز ہے'' جھرنا نے سینک میں برتن رکھتے ہوئے پوچھا۔۔

''واپس آ کر بتاتا ہوں۔تمہارا میاں لان تک پہنچ چکا ہوگا۔۔۔''سمیر نے اونچی آواز میں کہا اور ابراہیم کے پیچھے چلا گیا۔ جھرنا نے تمام برتن سمیٹ کر سینک میں رکھے۔۔۔

اوون پر قہوہ بنانے کے لئے پانی رکھ دیا۔سوچنے لگ گئی۔۔آخر سمیر کیوں آیا ہے۔۔

اسے کبھی سمیر کا خیال تک نہیں آیا۔۔۔کبھی اس کے بارے میں نہیں سوچا نہ اس کے ساتھ دوستی تھی نہ اس کے ساتھ کہیں آنا جانا تھا۔۔۔صرف کلاس فیلو تھا اور دو ڈھائی سال اکھٹے گزارے تھے۔۔۔بلکہ وہ تو امتحان دیتے ہی انگلینڈ چلا گیا تھا۔۔۔اسے وکیل بننے کا بہت شوق تھا۔۔وہ ایس ایم ظفر اور اعتزاز احسن سے بھی ملا کرتا تھا۔۔۔وہ ان دونوں کے انداز، نالج اور کیس ہسٹری کے طریقہ کار سے بہت متاثر ہوتا تھا حالانکہ اس نے ''لاء'' میں ایڈمیشن نہیں لیا تھا۔مگر اسے لاء میں بہت دلچسپی تھی۔۔۔تھوڑی بہت سیاست میں بھی دلچسپی تھی۔۔۔کلاس روم میں روزانہ اس نے ایک ٹاپک پر لیکچر ضرور دینا ہوتا۔۔۔روسٹرم پر کھڑا ہو کر وہ کسی ٹاپک پر بولنا شروع کر دیتا۔۔وہ اتنی سنجیدگی سے اپنے ٹاپک پر بولتا کہ درمیان میں کئی ہم جیسے لڑکے لڑکیاں اسے ٹوکتے۔۔۔خاموش ہونے کو کہتے مگر وہ لیکچر دینے سے باز نہ آتا تھا۔اسے تقریر کرنا اور دلائل سے بات کرنا۔۔۔بہت پسند تھا۔۔سر سے بھی سوالات دوسروں سے مختلف پوچھتا۔ہم سب لیکچر کے متعلق سوال کرتے تاکہ ٹیسٹ میں اچھے نمبر مل سکیں۔۔۔مگر یہ دوسرے فلاسفر، سکالرز کی کتابوں سے کوٹیشن دیتا۔۔۔وہ عجیب نیچر کا لڑکا تھا۔۔۔مشکل پسند تھا، ورزش کا اتنا شوقین کہ گھنٹہ آدھ گھنٹہ روزانہ بیڈمنٹن، لان ٹینس، پنگ پانگ کھیلنا اس کا معمول تھا۔۔گراؤنڈ میں چند

لڑکے کرکٹ کھیل رہے ہوتے۔۔۔تو شامل ہو جاتا۔۔۔اسے کھیل میں صرف فٹنس کی حدتک دلچسپی تھی۔۔۔اسے کھیل کو پروفیشن کے طور پر اپنانا بالکل پسند نہیں تھا۔اس لئے اس نے کبھی جم کر کسی سپورٹس میں حصہ نہیں لیا۔۔ایک بار بیڈمنٹن میں اسے کپ ملا۔۔۔تو اس نے لینے سے انکار کر دیا۔۔کہ وہ کوئی ریگولر کھلاڑی نہیں ہے وہ تو ورزش کی حدتک کھیلتا ہے۔۔ایک دن اسے غصے میں دیکھا تھا۔۔۔

جب شمائلہ نے اسے محبت بھرا خط لکھا اور اس کے کوٹ کی جیب میں ڈال دیا۔شمائلہ بھی پڑھائی میں بہت اچھی تھی۔۔۔اچھے خاندان سے تعلق رکھتی تھی۔۔۔صرف فیشن ایبل تھی۔۔۔فیشن ایسے کرتی تھی جیسے ماڈل ہو، یا اسے ماڈلنگ میں حصہ لینا ہو۔۔۔اگلے دن سمیر کا ٹاپک تھا'

'پہلی نظر کی محبت۔۔۔''

اس نے دل کھول کر رکھ دیا۔۔۔اس نے شمائلہ کا نام لئے بغیر وہ سب کچھ کہہ دیا۔۔۔جو وہ خط میں لکھتا ۔۔۔اسے سب سے بڑا اعتراض یہی تھا کہ

مشرق کی کچھ روایات بہت خوبصورت ہیں۔

لڑکے کی طرف سے محبت کے اشارے، اظہار، انتظار، بے چینی یا بے قراری،

فون پر رابطے، ای میل، رومانی افسانوں کی کتابوں کا تحفہ یا ذومعنی شاعری

عید کارڈز، پھول کا کتابوں میں رکھ دینا، خوبصورت الفاظ کی کوٹیشن اور

ایسی کئی بے شمار باتیں، واقعات، اشعار

صرف لڑکے کی طرف سے لڑکی کو دینا، اچھا لگتا ہے۔

لڑکی اظہار کرے تو مردانہ فطرت لگتی ہے۔

مرد کا شرمانا، عورت کا بے باک ہونا، مشرقی روایتیں نہیں ہیں

لڑکی لڑکے کا کھل کر ملنا، سرعام اکھٹے بیٹھنا، گھومنا پھرنا

سارے جذبات کو ٹھنڈا کر دیتا ہے۔بے قراری ختم کر دیتا ہے۔

چھپ چھپ کر ملنا محبت بڑھا دیتا ہے

ماں باپ کی طرف سے پابندیاں، روکاوٹیں اور، ڈانٹ ڈپٹ اچھا لگتا ہے

پردے میں جو حسن ہے وہ کھلنے میں کہاں ہے

جانے وہ کیا کیا بولتا رہا شمائلہ پسینے میں نہا گئی تھی۔

جھرنا کو اچھا نہیں لگا تھا

سمیرا پنے آپ کو کیا سمجھتا ہے۔خاموش رہتا۔لیکچر دینے کی کیا ضرورت تھی۔ شمائلہ اس کی دوست اور کلاس فیلو تھی۔۔۔

اسی اثناء میں ابراہیم اور سمیر کسی بات پر قہقہ لگاتے ہوئے ڈرائنگ روم میں داخل ہو رہے تھے۔

''قہوہ تیار ہے'' ابراہیم نے پوچھا۔۔۔

''آپ تو کافی پینے کے شوقین ہیں''

''نہیں بھئی آج سے میں قہوہ پیا کروں گا۔۔۔سمیر نے گرین ٹی کے اتنے فوائد گنوائے کہ جیسے رات کے کھانے کے بعد قہوہ نہ پینے والے اپنی جان کے دشمن ہیں''

''اچھا۔۔۔سمیر کی باتوں میں آگئے ہیں'' جھرنا نے ہنستے ہوئے کہا

''سمیر کو باتوں میں لگانا۔۔۔باتوں میں سمجھانا، خوب آتا ہے'' ابراہیم نے کہا

''مگر جن کو ہم سمجھانا چاہتے ہیں وہ سمجھ کر بھی کچھ نہیں سمجھتے'' ایس ایس نے ہنس کر کہا

'حیرت ہے تم نے کسی کو سمجھایا ہو اور وہ سمجھا نہ ہو۔۔۔میں نہیں مانتی'

'ہوتے ہیں کچھ کند ذھن بھی'

''تمھیں دلیل سے تو قائل کیا جاسکتا، باتوں سے نہیں۔۔۔قانون تم نے ایسے پڑھا ہے جیسے کوئی اپنا پسندیدہ کھانا کھاتا ہے۔۔۔تم نے لاء کیوں نہیں اپنا مین سبجیکٹ رکھا''

''مجھے لاء۔۔۔سبجکٹ کی حیثیت سے کبھی پسند نہیں رہا''

''حیرت ہے۔۔۔ویسے تم پڑھنے کیا گئے تھے باہر۔۔۔آخری اطاعلات تک مجھے تو یہی پتہ ہے کہ تم نے ایم بی اے میں ایڈمیشن لیا تھا'

'آپ کی اطلاعات بلکل درست ہیں، ویسے میں نے باہر رہ کر بہت کچھ سیکھا ہے۔۔۔پڑھنے سے آدمی انسان بن جاتا ہے''

''یہ کوئی نئی بات ہے۔ ہر کوئی جانتا ہے کہ پڑھنے سے کچھ حاصل ہی ہوتا ہے۔ خیر آپ قہوہ لیں'

لیموں اور الائچی کی خوشبو والا قہوہ بہت مزے کا تھا

''جھرنا تم نے کمال کر دیا ہے میں نے پہلے کیوں قہوہ نہیں پیا'' ابراہیم نے سپ لیتے ہوئے کہا۔۔۔

''بہت مزے دار اور خوشبو دار ہے'' سمیر نے کہا

'آپ کو کافی پسند ہے اس لیے کبھی قہوہ کی بات نہیں کی۔۔۔خیر آپ دونوں کا شکریہ۔ویسے سمیر بتایا نہیں آنا کیسے ہوا''

''یار آ گیا ہوں۔۔۔ تم سے ملنے آیا ہوں تمہاری فیملی دیکھنے آیا ہوں''

''اتنے سال بعد''

''غلطی ہو گئی ہے، کیا مجھے پہلے آنا چاہیئے تھا۔کچھ بھی کہہ لو۔جانے والا نہیں ہوں''

''جانا تو سب کو ہوتا ہے۔کوئی کہیں ہمیشہ نہیں رہ سکتا''

''باتوں باتوں میں فلسفیانہ باتیں کرنے سے کوئی فلسفی نہیں بن جاتا'' سمیر نے قہوہ پیتے ہوئے کہا

''چلو آؤ سمیر۔۔۔تمہیں میں کمرہ دکھا دوں۔۔۔میں صبح آٹھ بجے گھر سے نکل جاتا ہوں۔۔۔شام میں ملاقات ہو گی'' ابراہیم نے کہا

سمیر اٹھ کر کمرے میں چلا گیا۔۔۔جھرنا نے قہوے والے کپ اٹھا کر کچن میں رکھے اور سونے کے لئے چلی گئی

ڈرائنگ روم میں جھرنا میں بیٹھی اخبار پڑھ رہی تھی۔۔۔برآمدے سے ہوتا ہوا سمیر فیملی روم میں داخل ہوا تو جھرنا چونک پڑی۔وہ بھول چکی تھی کہ رات سے سمیر اس کے گھر میں آیا ہوا ہے۔وہ اسے سامنے دیکھ کر اور پھر ٹریک سوٹ میں دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئی۔۔۔

''سمیر۔۔۔کسی کے گھر میں۔۔۔ایک دو راتوں کے مہمان ہونے کے باوجود صبح سویرے جاگنگ کے لئے اٹھنا اور''

''اور کیا۔۔۔اس میں مشکل کیا ہے۔۔۔جاگنگ کے لئے اپنے گھر میں ہی ہونا یہ کیسا ایکسکیوز ہے، ہر گھر میں صبح ہوتی ہے ، پاس اگر پارک نہ ہو تو سڑک اور فٹ پاتھ تو ہوتا ہی ہے، پھر کہیں بھی آپ کی صبح ہو تو واک کرنے یا جاگنگ میں کچھ بہانہ تو نہیں ہونا چاہیئے''

'میں نے مانا اگر آپ کو اپنے آپ سے محبت ہے۔۔۔خود کو صحت مند رکھنا چاہتے ہیں۔۔۔وقت سے پہلے مرنا نہیں چاہتے۔ اچانک ھارٹ اٹیک سے بچنا چاہتے ہو تو جاگنگ سے بہتر کوئی اور ورزش نہیں ہے۔۔۔مگر'

’’اگر مگر کچھ نہیں ۔۔۔میں تو اپنے قدموں پر چلتے پھرتے بڑھاپا گزارنا چاہتا ہوں۔صحت منداصول اپنانا، خدا کو بھی پسند ہے‘‘

’’میں جاگنگ کی افادیت سے انکارنہیں کررہی مگر مجھے تمہاری باقاعدگی پر حیرت ہورہی ہے‘‘

’’جب زندگی میں کوئی ارادہ، وعدہ،کمٹمنٹ کرلو تو پھر زندگی سے بہانے نکال دینے چاہیئے‘‘

’’مان لیا اور یقین بھی کرلیا۔خیر آنا کیسے ہوا۔۔میں سمجھ نہیں پائی‘‘

’’یقین کرو۔۔۔میرا کوئی مقصد، ارادہ ،نہیں ہے صرف تم سے ملنے اور تمھیں دیکھنے آیا ہوں‘‘

’’مگر کیوں۔۔‘‘

’’تمہیں یاد ہے۔اس گھنے، پرانے درخت کے نیچے تم کھڑی تھی اور میں پاس سے گزر گیا تھا اور تمہیں دیکھ کر میں واپس مڑا تھا‘‘

’’نہیں ۔۔۔مجھے تو یادنہیں‘‘

’’یار وہ درخت۔۔جس کے نیچے اکثر تم اپنی دوستوں کے ساتھ بیٹھا کرتی تھی‘‘

’’ہاں درخت تو یاد ہے۔۔۔مگر تمہارا گزرنا یادنہیں ہے‘‘

’’ظاہر ہے کہ تمہاری زندگی میں میری کوئی اہمیت نہیں تھی۔تم اکثر مجھے نظرانداز کیا کرتی تھی‘‘

’’یہ الزام ہے۔۔۔میں کسی کو نظرانداز کرتی تھی نہ اہمیت دیتی تھی۔۔۔کیونکہ میں پڑھنے آئی تھی۔۔۔پڑھنے کے بعد مجھے نہ نوکری کرنا تھی نہ آگے پڑھنا تھا کیونکہ والدین نے اجازت ہی اتنی دے رکھی تھی تو۔۔۔میں لکن میٹی کا کھیل کیوں کھیلتی۔۔۔ والد بہت سخت تھے‘‘

’’مگر میں تو سب کچھ سمجھ بیٹھا تھا جو تمہیں سمجھ نہیں آیا کرتا تھا۔۔۔اس دن میں نے پوچھا تھا کہ تمہارے گھر میں اپنے والدین کو بھیجنا چاہتا ہوں تو تم نے حیرت کا اظہار کیا نہ کچھ پوچھا۔۔۔تم نے کہا تھا۔ایسا کبھی سوچنا بھی نہ۔۔کتنے آرام سے تم نے انکار کر کے میرا دل توڑا تھا‘‘

’’یار رہنے دو۔پرانی باتیں۔۔۔میں اپنے آپ سے خوش اور مطمئن ہوں‘‘

’’مگر میری ساری زندگی تلاش میں گزری ہے‘‘

’’مگر میں تو نہیں جانتی‘‘

’’جانتی تم سب کچھ ہو‘‘

’’یہی سچ ہے کہ میرے دل میں تمہارے کے لئے کوئی جذبہ نہیں تھا۔۔۔وجہ کوئی نہیں تھی۔۔۔مگر میرا دل تمہاری طرف آیا ہی نہیں۔۔۔‘‘

’’اب مجھے کیا کرنا چاہیے۔۔۔پندرہ سال گزر گئے۔۔۔مگر میری تلاش ختم نہیں ہوئی‘‘

’’اگر تم دل خالی رکھ کر اپنے آس پاس دیکھتے تو کوئی نہ کوئی اچھا لگ ہی جاتا۔۔۔دنیا رنگوں سے بھری پڑی ہے۔۔‘

’’مگر دل میں کوئی اور بیٹھا ہو تو کیسے کوئی دوسرا اچھا لگ سکتا ہے۔۔۔‘‘

’’آسان طریقہ یہی ہے کہ اپنے والدین بھابھی یا بہنوں کو کہو کہ تمہارے لئے لڑکی تلاش کریں‘‘

’’مگر میں کیسے مطمئن ہوں گا۔۔۔‘‘

’’یہ بھی تم ابھی سوچ رہے ہو۔۔۔جب کوئی تمہاری زندگی میں آجائے گی تو تمہارا دماغ اور دل سب بدل جائے گا۔۔۔اور سوچو گے کہ یہ فیصلہ میں نے پہلے کیوں نہیں کیا‘‘

’’اور اگر شمائلہ جیسی آ گئی تو کیا ہو گا‘‘

’’اف میرے خدایا۔۔۔تم اسے بھولے نہیں‘‘

’’وہ فیشن ایبل خاتون نما لڑکی کیسے بھول سکتا ہوں۔اس کا میری گاڑی میں زبردستی بیٹھنا۔۔۔کتنی مجھے شرمندگی ہوئی تھی سب کے سامنے۔۔۔مگر اسے کوئی پروا نہیں تھی۔۔۔‘‘

’’خیر وہ بھی اب سدھر چکی ہو گی۔جب لڑکی یا لڑکا شادی کے بندھن میں بندھتے ہیں تو ذمہ داریوں کے احساس سے بہت بدل جاتے ہیں‘‘

’تم بدل گئی ہو۔۔۔کیونکہ تم خالی ذہن تھی۔۔۔‘

’’اچھا خیر تم گھر جاؤ۔والدین سے اپنی پسند کا ذکر کرو، وہ تمہارے لئے لڑکی تلاش کر لیں گے‘‘

’’تم اگر میرے والدین سے ایک بار مل لو تو انہیں لڑکی تلاش کرنے میں آسانی رہے گی‘‘

’’انہیں اپنی مرضی سے لڑکی تلاش کرنے دو۔۔۔شرطیں مت لگاؤ۔۔۔اچھی لڑکی ملے گی تمہیں۔۔۔بس اب دیر مت لگاؤ‘‘

’’گویا تم اب بھی میرے والدین سے ملنا پسند نہیں کرو گی‘‘

’’نہیں۔۔۔ایسا نہیں ہے میں شادی پر ضرور آؤنگی‘‘

’’وہ تو تمھیں آنا ہی ہے۔۔۔کوئی اپنی دوست وغیرہ سے ملا دو‘‘۔سمیر نے ہنستے ہوئے کہا۔۔۔

''میری دوست میری عمر کی ہیں اور سب شادی شدہ ہیں۔۔۔لڑکی کی عمر نکل جائے تو اس کی شادی مشکل ہو جاتی ہے مرد حضرات بڑی عمر کی لڑکی سے شادی نہیں کرتے۔۔۔ہاں مرد چالیس کا بھی ہو تو لڑکا ہی رہتا ہے۔۔۔اس کی شادی بڑی دھوم دھام سے ہو جاتی ہے''

''تمہاری طرح کی ہو تو ہر عمر میں ہو جاتی ہے''

''بس رہنے دو۔سب کہنے کی باتیں ہیں''

''اچھا ناشتے میں کیا بنا رہی ہو''

''سب کچھ ہے''

''میں صرف دیسی دلیہ کھانے کا عادی ہوں اور شوقین بھی ہوں''

''کیا دیسی دلیہ انگلینڈ میں بھی مل جاتا ہے''

''انگلینڈ میں ہر چیز مل جاتی ہے۔۔۔اور تو اور ہم شہر میں رہتے ہوئے بہت سی کھانے کی چیزوں سے محروم رہ جاتے ہیں جو ہمارے دیہات میں کھائی جاتی ہے مگر انگلینڈ میں ہر دیسی سٹور پر مل جاتی ہیں، انگلینڈ میں دیسی سٹورز کی تعداد ولائتی سٹوروں سے زیادہ ہے ہر کونے میں ایک دیسی سٹور ہے'

'interesting'

''یار تم میرے دل و دماغ سے نکل کیوں نہیں جاتیں''

''تمہارے دماغ کا خلل ہے۔ورنہ دل میں بسانا بھی انسان کے اختیار میں ہے اور بھولنا بھی''

''ویسے تم اتنی بے حس کیوں ہو''

''کیا مطلب تمہارا۔۔۔میں عمر کے اس دور سے گزر رہی ہوں۔۔۔جس میں سب کچھ smooth ہو چکا ہوتا ہے۔۔۔زندگی کی ہلچل میں ٹھہراؤ آ چکا ہوتا ہے۔۔۔ایک بندھی بندھائی زندگی گزارنے کا وقت ہوتا ہے۔۔۔لائف میں ڈسپلن آ چکا ہوتا ہے۔۔۔جذبات، ارمان، بے چینی سب کچھ ختم ہو کر زندگی روٹین کی عادی ہو جاتی ہے۔۔۔میرے دو بچے ہیں اور شوہر ہے۔۔۔گھر ہے۔۔۔مجھے اور کیا چاہیئے۔۔۔۔سب کچھ خدا نے مجھے دیا ہے۔۔۔میں خوش اور مطمئن ہوں اور پھر مجھے پیچھے مڑ کر دیکھنے کی ضرورت بھی کیا ہے۔۔۔کون عورت ایسی ہو گی جو اپنی مطمئن زندگی میں طوفان بھر لے۔۔۔صرف اس لئے کہ یونیورسٹی کے بے مہار، مچلتی لہروں کے بھروسے پر چلنے والی کشتی جیسی زندگی دوبارہ لوٹ آئے۔۔۔نہ وہ وقت ہے نہ

وہ عمر ہے نہ وہ دن ہیں۔۔۔وہ دن اور تھے یہ دن اور ہیں۔۔۔وہ زندگی اس عمر میں اچھی لگتی تھی۔۔۔یہ زندگی اس عمر میں اچھی لگتی ہے'

'تم جانتی ہو کہ مجھے لیکچر دینا اچھا لگتا ہے۔۔۔مگر سننا نہیں' ایس ایس نے چڑ کر کہا

'تمھیں کیا اچھا لگتا ہے۔۔۔کیا برا لگتا ہے۔۔۔مجھے اس سے مطلب نہیں۔۔۔اب میں سنجیدہ ہو کر کہہ رہی ہوں۔۔۔میری زندگی میں تمہارا ذکر تک نہیں ہے۔۔۔مجھ سے کوئی آس لگانا، امید رکھنا، تمہاری زندگی کی بہت بڑی بھول تھی''

''لیکچر ختم کرو۔میں نے تم سے کوئی امید آس نہیں رکھی۔بس یونہی ملنے چلا آیا۔۔۔لڑکیاں کس طرح بدل جاتی ہیں۔۔۔لڑکیوں کو ہر ماحول میں رنگنے کا رنگ ڈھنگ آتا ہے۔۔۔یہ لڑکے ہی ہوتے ہیں کسی کی مسکراہٹ، کسی یاد میں زندگی برباد کر لیتے ہیں'

'لڑکیاں پرندوں کی طرح ہوتی ہیں۔۔۔ماں باپ جس گھر میں رخصت کرتے ہیں۔۔۔اسی کی ہو جاتی ہیں۔۔۔کہیں اور اڑنے کا سوچتی بھی نہیں اور چند ایک بے وقوف لڑکیاں اڑ تو جاتیں ہیں پھر زندگی بھر ان کو گھر نصیب نہیں ہوتا۔۔۔کبھی ایک ڈار میں کبھی دوسری ڈار میں۔۔۔اڑتے اڑتے تھک جاتیں ہیں مگر گھونسلہ نہیں ملتا۔۔۔'

'اچھا بابا ٹھیک ہے۔۔۔زندگی رکنے کا نام نہیں ہے۔زندگی چلتی رہتی ہے۔وقت بدلتا رہتا ہے''

''زندگی موسموں کی طرح ہوتی ہے۔۔۔زندگی نے وقت کے ساتھ ساتھ بدلنا ہوتا ہے۔۔۔سردیاں گرمیوں جیسی نہیں ہوتی۔مزاج کھانا، پینا، پہننے والے کپڑے تک بدلنے پڑتے ہیں۔۔۔بہار کے اپنے رنگ ہوتے ہیں۔۔۔خزاں کا الگ رنگ ہوتا ہے'

'میں تمھیں بیک وڑڈ نظر آتا ہوں یا ساکن نظر آتا ہوں۔۔۔میں تو بہت متحرک شخصیت ہوں۔۔۔مجھے پتہ ہے کہ جو لوگ زندگی کو ساکن سمجھ لیتے ہیں۔۔۔وہ کہیں رک سے جاتے ہیں'

'رکنے والے لوگوں کے ساتھ کوئی نہیں رکتا۔ پیچھے رہنے والا اکیلا رہ جاتا ہے، لوگ آگے بڑھ جاتے ہیں۔تم بھی وقت کے ساتھ آگے بڑھو اور زندگی کی طرف لوٹ جاؤ'

''اچھا یار لیکچر ختم کرو اور ناشتہ کرتے ہیں''۔سمیر ڈائننگ ٹیبل کی طرف چلا گیا۔جھرنا اٹھ کر کچن کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

'اب تمہارا پروگرام کیا ہے۔۔۔کتنے دنوں کے لیے پاکستان آئے ہو'

'اگر تم اس لیے پوچھ رہی ہو کہ میں یہاں سے جانے کا پروگرام بتاؤں کہ کب جا رہا ہوں ۔۔۔ ابھی میرا یہاں سے جانے کا کوئی پروگرام نہیں ہے ۔۔۔ یا یوں کہہ لو کہ میرا یہاں سے جانے کو دل نہیں چاہ رہا'

'تمہارا مسئلہ کیا ہے ۔۔۔ ایسے بھی کوئی کلاس فیلو کے گھر آ کر بیٹھ جاتا ہے'

'اس میں غلط کیا ہے ۔۔۔ تمہارے بچوں اور شوہر کو کوئی اعتراض نہیں ہے تو تم کیوں ٹینشن میں ہو'

'وہ تو مروت کے مارے کچھ نہیں کہہ رہے ۔۔۔ اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ تم یہاں ڈیرے ڈال کر بیٹھ جاؤ'

'میں تو بہت سکون سے ہوں تمہیں کوئی پریشانی ہے تو بتاؤ'

'ایک بات تو بتاؤ کہ تم کس رشتے کی بنیاد پر یہاں آ گئے ہو'

'دل کا رشتہ ۔۔۔ مان کا رشتہ ۔۔۔ کلاس فیلو کا رشتہ ۔۔۔ اتنے رشتوں کے ہوتے ہوئے کسی اور رشتے کی ضرورت ہے'

'تم سے میں پہلے بھی کبھی بحث میں نہیں جیت سکی اب کیا جیتوں گی ۔۔۔ خیر مجھے یہ بتاؤ کہ تم نے کبھی مجھے پروپوز کیا تھا'

'ھاں'

'مجھے کیوں یاد نہیں ہے'

'فائنل ایگزامیز سے پہلے ۔۔۔ وہ دن یاد ہے تمھیں ۔۔۔ جب تم اس کچنار کے درخت کے نیچے کھڑی تھیں ۔۔۔ کچنار کا درخت کلیوں سے بھرا ہوا تھا ۔۔۔ کچھ پھول بھی کھلے ہوئے تھے'

'تم بات مختصر نہیں کر سکتے ۔۔۔ کوئی بھی بات پوچھو ۔۔۔ تو پہلے پوری situation create کرتے ہو پھر بات بتاتے ہو ۔۔۔ جبکہ بات کچھ بھی نہیں نکلتی ۔۔۔ اب دیکھو ۔۔۔ میں نے صرف اتنا پوچھا ہے کہ تم نے مجھے کبھی پروپوز کیا تھا ۔۔۔ اس کا جواب دیا نہیں اور ساری situation create کر دی ۔۔۔ اصل بات بتاؤ''

'تم تو ذرا بھی رومینٹک نہیں رہی'

'جو بات پوچھ رہی ہوں اس کا جواب دو'

'یاد ہے تمہیں ہلکی ہلکی پھوار پڑ رہی تھی جب میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کب اپنے والدین کو تمہارے گھر بھجوں ۔۔۔'

'جھرنا نے ہنسنا شروع کر دیا ۔۔۔ اور ہنستی چلی گئی ۔۔۔

'اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے ۔۔' سمیر نے شرمندہ ہوتے ہوئے کہا

'صرف اتنی سی بات ۔۔۔ جسے تم نے رائی کا پہاڑ بنا لیا ۔ مجھے نہ تو کوئی بارش کا موسم یاد ہے اور نہ وہ کچنار کا درخت جو کلیوں

سے بھرا ہوا تھا۔۔۔تمہارا اوالدین کو بھجنے والی بات یاد ہے کیونکہ میں نے ہنس کر کہا تھا کہ ارسلان، فاران، عمر اور حسن نے بھی کوئی ایسی ہی فرمائش کی ہے۔۔۔اب میں اکیلی جان کس کس کو راضی کروں اور کس کس کو ناراض۔۔۔اس لیے میں نے سب کو منع کر دیا تھا۔۔۔اور مجھے یاد پڑتا ہے کہ اس کے بعد کسی نے مجھ سے اس موضوع پر گفتگو نہیں کی تھی تم تو ایگزامیز کے فورا بعد باہر چلے گے تھے اور باقی سب تو میری شادی میں شریک بھی ہوئے تھے۔۔۔سب خوش تھے۔۔۔کوئی ناراضی وغیرہ نہیں رہی تھی،۔۔۔تمہارے ساتھ کوئی رابطہ بھی نہیں رہا تھا، اس لیے تمہاری کوئی خبر نہیں ملی اور میں ابراہیم کے ساتھ اسلام آباد آ گئی۔۔۔پھر یہ پندرہ سال کیسے گزرے یاد نہیں رہے۔۔۔یا پھر ابراہیم کے پیار نے کچھ یاد رہنے ہی نہیں دیا۔۔۔نہ کوئی کلاس فیلو یاد رھا۔۔۔نہ یونیورسٹی کے دن۔۔۔اب تم اچانک نظر آئے ہو تو یاد آیا کہ کبھی میں یونیورسٹی میں بھی پڑھا کرتی تھی'

ابھی ایس ایس کچھ اور بولتا۔۔۔ابراہیم ٹی وی لاؤنج میں داخل ہوا۔۔۔اس نے ساری گفتگو سن لی تھی۔۔۔اس کے پاؤں زمین پر نہیں پڑ رہے تھے کیونکہ جتنی محبت وہ جھرنا سے کرتا تھا اتنی ہی محبت کا اظہار جھرنا نے ابراہیم کے لیے سمیر کے سامنے کیا تھا۔۔۔اب سمیر ساری زندگی بھی ان کے گھر رہ جاتا۔۔۔تو وہ کبھی برا نہ مناتا۔۔۔

وہ ٹی وی لاؤنج میں گاتا ہوا داخل ہوا۔۔۔'

دنیا کسی کے پیار میں جنت سے کم نہیں   اک دلربا ہے دل میں جو حوروں سے کم نہیں'

'کتنی خوبصورت آواز ہے۔۔۔کس کی ہے' سمیر نے حیرت سے پوچھا

'شاعری کتنی خوبصورت ہے تم اس پر غور کرو۔۔۔آواز تو ہے ہی اچھی'

'کس کی آواز ہے'

'ہمارے گھر میں ابراہیم کے علاوہ کوئی اور مرد تو رہتا نہیں۔۔۔اسی کی آواز ہے'

'تمہارے لیے گا رہے ہیں'

'مجھے اس سے مطلب نہیں کہ وہ کس کے لیے گا رہے ہیں۔۔۔مجھے ان کی آواز اچھی لگتی ہے۔۔۔میں نے تو کئی بار مشورہ دیا ہے کہ وہ باقاعدہ گانا سیکھ لیں مگر وہ سنتے ہی نہیں۔۔۔اب میں ان کے ساتھ ڈرامہ کروں گی کہ ان سے ناراض ہو جاؤں گی۔۔۔اور انھیں گانا سیکھنے پر مجبور کر دوں گی'

ابراہیم اپنے کمرے میں ساری گفتگو سن رہے تھے۔۔۔وہ صرف مسکراتے رہے

’جانو ہم یہی سمجھتے رہے کہ آپ یونہی ہماری آواز کی تعریف کرتی ہیں۔۔۔اب تو آپ کی خاطر باقاعدہ استاد سے موسیقی کی تعلیم لیں گے اور گانا سیکھ کر آپ کو سرپرائیز دیں گے‘ ابراہیم نے دل میں کہا

’ارے آپ اور ٹریک سوٹ میں۔۔۔اور ٹریک سوٹ بھی وہ جو میں نے دس سال پہلے خریدا تھا۔۔۔خیریت تو ہے‘

’’میرا خیال ہے کہ بچوں کے ساتھ کھیلنے اور بھاگنے سے عمر دس سال پیچھے چلی جاتی ہے‘‘

’’کیا مطلب‘‘

’’تمہیں سمارٹ قسم کے لوگ پسند ہیں‘‘

’’مجھے آپ جیسے لوگ پسند ہیں‘‘

’’نہیں۔۔۔تمہیں سپورٹس میں دلچسپی لینے والے۔۔۔جاگنگ کرنے والے اور بچوں کے ساتھ بچے بننے والا شوہر اور باپ پسند ہے‘‘

’’حیرت ہے۔یہ خیال کیسے آیا‘‘

’’میں نے سمیر سے سیکھا کہ انسان چاہے تو ساری زندگی جوان رہ سکتا ہے۔۔۔وہ ہماری عمر کا ہے مگر ہمارے سے دس پندرہ سال چھوٹا لگتا ہے۔۔۔ہمارے فلم ایکٹر کیوں ہمیں اچھے اور خوبصورت لگتے ہیں۔۔۔اسلئے کہ وہ اپنے جسم کی حفاظت اور چہرے کو جوان رکھنے کے لئے بہت وقت اور پیسہ صرف کرتے ہیں۔۔۔عمر بہتے پانی کی طرح ہوتی ہے اس نے بہہ جانا ہوتا ہے مگر جب جوانی میں تغیانی آئی ہوتی ہے۔۔۔طوفان آیا ہوتا ہے سب کچھ برباد کرنے پر تلا ہوتا ہے تو بڑے بوڑھے کہتے ہیں کہ بند باندھ کر اس پانی کو جمع کر لو۔۔۔قحط کے دنوں میں کام آئے گا۔۔۔اسی طرح جوانی میں ہم ورزش کے ذریعے اپنی طاقت جمع کر سکتے ہیں تاکہ بڑھاپے میں کام آئے۔۔۔ہم بیماری، موٹاپا، سستی اور بڑھاپے کو ڈسپلن اور ورزش سے روک سکتے ہیں جیسے ایس ایس نے روکا ہوا ہے۔۔۔میں نے آج تک ورزش کرنے والے کو بیمار اور سست نہیں دیکھا‘‘

’’آپ نے فلموں میں کام کرنے کا سوچ لیا ہے‘‘

’’ہاں یہی سمجھ لو‘‘

’’گھر میں بھی ایک فلم چل رہی ہوتی ہے۔میاں بیوی ہیرو اور ہیروئن ہوتے ہیں اور مرکزی کردار بھی۔۔۔بس انہیں خوبصورت اور جوان رہنا چاہیے۔۔۔تاکہ بچوں پر اچھا اثر پڑے‘‘

’ ایس ایس ہمیشہ اپنا تاثر قائم کر جاتا ہے۔۔۔اسے دوسروں کی کمزریوں سے فائدہ اٹھانا خوب آتا ہے‘

’تم اسے غلط کیوں لے رہی ہو۔۔۔اس کے آنے سے میرے اندر ایک اچھی تبدیلی آئی ہے جسے تمھیں پسند کرنا چاہیئے‘

’’مجھے آپ کا فلسفہ سمجھ نہیں آیا۔۔۔‘‘

’’لیکن فیصلہ تو اچھا لگا ہے۔۔۔سمیر کو تو آواز دو میں نے اسی سے تو سیکھا ہے کہ انسان ہر عمر میں جوان رہ سکتا ہے۔۔۔‘‘

’’وہ چلا گیا ہے‘‘

’’چلا گیا۔۔۔ملے بغیر۔۔۔تم نے کچھ کہا ہوگا‘‘

’’میں کیوں کچھ کہنے لگی۔۔۔اسے جانا ہی تھا۔۔۔ہم اس کی شادی پر جائیں گے‘‘

’’بہرحال کمال کا آدمی ہے۔۔۔ہم ضرور اس کی شادی پر جائیں گے۔۔۔مجھے تو بہت کچھ سکھا گیا ہے‘‘ ابراہیم نے جاتے جاتے کہا